شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی

پر

لیگیوں کا شرمناک حملہ

اور

قدرت کی جانب سے اس کا عبرتناک انتقام

مرتبہ

حکیم محمد ظفر احمد خانصاحب ناظم جمعیۃ العلماء علاقہ نمبر ۱۱ دھلی
ناظم نشر و اشاعت

سنٹرل مسلم پارلیمنٹری بورڈ نے شائع کیا

قیمت ایک آنہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی پر لیگیوں کا شرمناک حملہ

اور

قدرت کی جانب سے اس کا عبرتناک انتقام

جب سے ہندوستان کی سات[1] با اقتدار مسلم جماعتوں نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کی زیر صدارت آنے والے انتخابات میں اپنے ٹکٹ پر امیدواروں کو کھڑا کرنے کا تاریخی فیصلہ کیا ہے۔ ہمارے لیگی دوست اپنا دماغی توازن بالکل ہی کھو بیٹھے ہیں وہ دلائل سے اپنی بات منوانے کے بجائے گالیوں، لاٹھیوں، اور چھروں سے ان کے جلسوں پر اور اسلام کے ان مجاہدین پر حملے کر رہے ہیں جن کی پاک زبانیں ان بے چارے لیگیوں کے

[1] آل انڈیا جمعیۃ علماء ہند۔ آل انڈیا مسلم مجلس۔ آل انڈیا مومن کانفرنس۔ انڈیپینڈنٹ پارٹی بہار۔ کرشک پرجا پارٹی بنگال۔ انجمن وطن بلوچستان۔ خدائی خدمت گار سرحد۔

سامنے تو کیا، بڑی سے بڑی ظالم وجابر سلطنتوں کے جاہ وجلال کے سامنے بھی کلمۂ حق کہہ دینے سے آج تک نہیں رکیں۔

سید پور میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کو قتل کرڈالنے کی کوشش کی گئی اوران کے ساتھی دس بارہ علماء کو لاٹھیوں، چاقوؤں اور پتھروں سے مار مار کر بری طرح زخمی کر دیا گیا۔ دہلی اور علی گڑھ میں امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد پر حملے کئے گئے۔ کلکتہ میں مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی پر چھرے سے حملہ کر کے ان کو زخمی کر دیا گیا۔ بھاگل پور میں شیخ الاسلام پر جبکہ وہ موٹر میں بیٹھے ہوئے تھے، پیچھے سے چاقو کا وار کیا گیا۔ گیا میں مولانا محمد قاسم اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو گھیر کر مارنے کی کوشش کی گئی یہ اور اسی قسم کے سینکڑوں واقعات ہیں جو روزانہ اخبارات میں آتے رہتے ہیں انھی واقعات میں سے ایک عبرت خیز واقعہ وہ ہے جسے آج ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یہ سانحہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کے ساتھ سید پور میں پیش آیا ہے۔ اس سے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ ہمارے وہ مسلمان بھائی جو ہمارے مقاصد سے متفق ہیں اور ہمارے کام میں شریک ہیں وہ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس سچے جانشین کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور اس راہ میں پیش آنے والی سختیوں پر حلم اور صبر وضبط کی روشن مثال کو اپنے سامنے رکھیں۔ اور ان اشتعال انگیز واقعات سے مشتعل ہونے کے بجائے اس مقدس کام کے لئے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوں جس کے لئے آج حسین احمد گالیوں، لاٹھیوں اور پتھروں کا نشانہ بنا ہوا تن تنہا باطل کے سامنے اپنا سینہ تانے اعلان حق کر رہا ہے۔

یہی ہے موثر جواب اس غنڈہ گردی اور اشتعال انگیزی کا جو لیگ کے چھوٹے بڑے نے اپنی انتہائی بداخلاقی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کو دنیا میں رسوا کرنے کے لئے شروع کر دی ہے۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے بھائیوں کو لیگ کے دام فریب سے نکالنے کے لئے اپنی

ہر اس صلاحیت اور قابلیت کو بروئے کار لے آئے جو خدا نے اس کو دی ہے اور لیگ کی اسلام کشی صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کے لئے اخلاقی حدود میں رہ کر جو کچھ اس سے بن سکے کر گزرے

حکیم ظفر احمد خاں

ناظم جمعیۃ العلماء، علاقہ نمبر ۱۱، دہلی

مولانا ریاض الدین احمد صاحب جو اس واقعہ کے راوی ہیں، سید پور (بنگال) کے ایک بڑے رئیس اور بنگال کے ایک بڑے مصلح ہیں۔ بنگال میں نام نہاد صوفیوں کی ایک بہت بڑی جماعت "باؤل نیڑا اڑ فقیر" کے نام سے پھیل گئی تھی اور اسلام کے دعوے کے ساتھ قطعاً لامذہب تھی۔ یہ لوگ کسی چیز کو بھی حرام نہیں سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ پیشاب پیتے اور غلیظ تک کھاتے تھے۔ مولانا ریاض الدین صاحب نے اس جماعت کے ساتھ جہاد کیا اور اس کا قلع قمع کر ڈالا۔ اسی جہاد کے لئے مولانا نے ۱۹۲۶ء میں علماء کا ایک بہت بڑا جلسہ سید پور میں کیا جس میں مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی بھی شریک ہوئے۔ مولانا ہی کی تجویز سے سید پور میں عظیم الشان دارالعلوم قائم کیا گیا۔

مولانا ریاض الدین نے دارالعلوم کے لئے اپنی زمین دی اور بے شمار روپیہ خرچ کیا۔ اس کے بعد سے مولانا مدنی برابر سید پور تشریف لے جاتے ہیں اور مولانا ریاض الدین کے مہمان ہوتے ہیں۔ اس دفعہ بھی تشریف لے گئے تھے۔

روزنامہ "ہند" کلکتہ

اخباروں میں یہ خبر آ چکی ہے کہ سید پور (بنگال) میں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ العالی پر مسلم لیگیوں نے حملہ کیا تھا لیکن اخباروں میں جو کچھ چھپا ہے، اصلیت سے بہت ہی کم ہے۔ یہ واقعہ اس قدر بھیانک، اس قدر شرمناک اور اس قدر عبرت انگیز ہے کہ اسے مسلمانوں کے سامنے بغیر کسی کمی بیشی کے لئے آنا ضروری ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ مسلم لیگ والے اسلامی اخلاق اور انسانی شرافت کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں۔ میں اس حادثہ جیسے افسوسناک حادثہ کا شاہد عینی ہوں بلکہ اس بپتا کا ایک شکار بھی ہوں۔ لہٰذا سب مسلمانوں سے درخواست ہے کہ

کہ اس درد بھری کہانی کو دل سے سُنیں اور خون کے آنسوؤں کے ساتھ پڑھیں۔

حادثہ حسب ذیل ہے :۔

شمالی بنگال میں ڈومر ریلوے اسٹیشن کے قریب، سونا رائے نام کا ایک گاؤں ہے۔
اس گاؤں کے ایک معزز باشندے مولوی محمد احسان الحق آفندی سے حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کو نہایت محبت تھی۔ آفندی موصوف کا کئی ماہ ہوئے انتقال ہوگیا اور حضرت مولانا نے اُن کی تعزیت کے لئے وہاں تشریف لانا چاہا

حضرت نے ۲۵ ستمبر کو مجھے تار دیا کہ میں ۲۶ ستمبر کو کٹیہار پہنچوں گا۔ میں نے اپنے لڑکے مولوی صاحب کو ان کی خدمت کے لئے بھیج دیا۔ لڑکے نے مجھے کٹیہار سے تار دیا کہ مولانا ۲۸ ستمبر کو سید پور ہوتے ہوئے ڈومر تشریف لے جائیں گے۔ مولانا سید پور پہنچے اور میں ان کے ساتھ ہو گیا۔ ہم سب ۵ بجے ڈومر اسٹیشن پہنچے۔ یہاں ہم نے عصر کی نماز پڑھی اور سونا پور پہنچ گئے
حضرت مولانا کی آمد کی خبر سن کر بہت آدمی آفندی مرحوم کے مکان پر پہنچ گئے تھے۔ مرحوم کے بچے حضرت مولانا سے لپٹ کر باپ کی جدائی پر دہاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ نظارہ بڑا ہی دردناک تھا۔ مولانا کی آنکھیں بھی بہ نکلیں۔ پھر بچوں کو تسکین دی اور حاضرین سے فرمایا۔

میں یہاں صرف آفندی مرحوم کے پرسے اور سید پور کے دارالعلوم کی دعوت پر آیا ہوں اس کے سوا میرا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ یہاں اس مجمع میں گوڑ گاؤں کے بھی کئی عزیز آئے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ ایک سال سے مجھے اپنے یہاں بلا رہے ہیں۔ مگر میرے پاس وقت نہیں ہے کسی جلسہ میں شریک نہیں ہو سکتا۔ کل میں سید پور جاؤں گا اور وہاں کی دعوت میں شریک ہو کر ۳۰ ستمبر کو دیوبند روانہ ہو جاؤں گا۔

مگر گوڑ گاؤں کے لوگوں نے بہت اصرار کیا کہ ہمارے یہاں ضرور تشریف لے چلئے۔
حضرت مولانا اخلاق و مروت کا نمونہ ہیں مجبور ہو گئے اور مجھ سے فرمایا۔ اچھا تو پھر آج ہی رات کو ٹرین سے سید پور چلیں اور وہاں سے فارغ ہو کر میں صبح کو گوڑ گاؤں جاؤں گا اور دن بھر

وہاں رہ کر شام کی ریل سے دیوبند روانہ ہو جاؤں۔

ڈومر کے ایک جلسہ میں تقریر کرنے پر مولانا کو مجبور کیا گیا۔ آپ نے ہندو مسلمان اتفاق پر تقریر کی۔ اس کے بعد سات بجے کی ٹرین سے سید پور روانہ ہوئے۔ سید پور اسٹیشن کے پلیٹ فارم کے قریب جب گاڑی پہنچی تو بہت سے آدمیوں کی آوازیں سنائی دیں میں نے اپنے ساتھیوں سے انتہائی تعجب سے کہا کہ ہمارے یہاں تو کوئی جلسہ جلوس نہیں ہے پھر یہ ہجوم اور شور کیسا ہے؟ جلسہ ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ دار العلوم کی عمارت کو فوج نے چھاؤنی بنا دیا ہے پلیٹ فارم پر جب گاڑی رکی تو دیکھا بہت بڑی بھیڑ ہے اور دیوانہ وار نعرے لگا رہی ہے۔ "قائد اعظم زندہ باد" "مسلم لیگ زندہ باد" "پاکستان زندہ باد" ہمارے دار العلوم کے کچھ طلباء اور بعض دوسرے آدمی مولانا کو لے جانے کے لئے بیل گاڑی لائے تھے وہ بھی پلیٹ فارم پر آ گئے۔

اب مولانا نے جیسے ہی پلیٹ فارم پر پاؤں رکھا۔ ۶، ۷ سو آدمیوں نے اپنی پوری قوت سے وحشیانہ حملہ اس نائب رسول صلعم پر کر دیا۔ اسٹیشن کے پل پر سے ایک شخص نے بھونپو کے ذریعہ سے چلانا شروع کیا۔ جلدی آؤ۔ دوڑو آ گیا ہے وہ غدار مولانا۔ اس آواز پہ ہر طرف سے نہ جانے کتنے آدمی ٹوٹ پڑے۔ ہمارے مٹھی بھر آدمیوں نے حضرت مولانا کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ مگر غنڈوں کا انبوہ ٹوٹ پڑا سب چلا رہے تھے "گرا دو بے ایمان کو! اپنے پیروں سے روند ڈالو، بوٹی بوٹی کاٹ لو، جہنم میں پہنچا دو۔ میں میرا لڑکا اور چند آدمی مولانا کو اپنے بیچ میں لئے ہوئے تھے۔ لیکن خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مولانا پر کوئی ضرب نہیں پڑی۔ سب وار ہمارے آدمیوں نے روکے اور بری طرح زخمی ہو گئے۔

اس قلیل جماعت پر خدائے تعالیٰ کا ہی فضل تھا کہ غنڈوں کے اتنے بڑے مجمع کو چیرتی پھاڑتی مولانا کو بیل گاڑی تک صحیح سلامت لے آئی۔ گاڑی پر بھی مولانا کے

ساتھ بیٹھ گیا۔ گاڑی چلنے ہی کو تھی کہ پھر ہجوم نے گاڑی پر حملہ کیا۔ گوبر اور کیچڑ پھینکنے لگے۔ کچھ نے گاڑی پر چڑھ کر مولانا کے سر پر لاٹھیاں مارنے کی کوشش کی اور مولانا کے سر کی ٹوپی اتار کر جوتوں کے نیچے رکھ کر کہنے لگے "تم ہندو کے غلام ہو" پھر ان کی ٹوپی اور ہمارے طلباء کی ٹوپیاں چھین کر جلا دیں۔

غنڈوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ انہوں نے مولانا کا دامن پکڑ کر گاڑی سے گھسیٹنے کی کوشش کی۔ ان لوگوں کا ارادہ تو یہ تھا کہ مولانا کو مع گاڑی کے کسی ایسی ویران جگہ لے جا کر ختم کر دیں جہاں پرندہ بھی پر نہ مارتا ہو۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ ہمارے طلباء کی سرفروشی نے مولانا کو آنچ بھی نہ آنے دی۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ ہمارے طلباء خون میں نہا گئے۔

تھانہ اگرچہ نزدیک تھا۔ باوجود اس کے کسی نے اس خطرناک صورت کی تھانہ میں اطلاع نہ دی۔ اس وقت تھانہ میں جو چھوٹے داروغہ صاحب موجود تھے انہوں نے بڑے داروغہ صاحب کو خبر کی اور بڑے داروغہ ہماری گاڑی کے پاس آئے اور ہمیں السلام علیکم کہا اس کے بعد انہوں نے دریافت کیا کہ آپ لوگ کیا چاہتے ہیں میں نے ان سے بیان کیا کہ مولانا حسین احمد صاحب مدنی برابر ۳۰ سال سے ہمارے یہاں آتے رہتے ہیں اور آج بھی وہ ہمارے دو لڑکوں کے بلاوے پر جو دیوبند سے فارغ التحصیل ہیں یہاں آئے ہیں۔ مولانا کا کوئی سیاسی جلسہ کرانے کا نہیں ہے بلکہ وہ دعوت کے بعد کل صبح کی ٹرین سے روانہ ہو جائیں گے۔

داروغہ صاحب نے ہماری بات مان لی۔ پھر ہجوم کے درمیان کچھ دیر گفتگو کرنے کے بعد ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے مولوی صاحب اس وقت صورت حال بہت خراب ہے آپ لوگ ویٹنگ روم میں قیام کیجئے۔ میں تھانہ جا کر سپاہی لاتا ہوں۔ ہمارے ساتھی گاڑی کو کھینچ کر ویٹنگ روم تک لائے اور میں مولانا کو لے کر ویٹنگ روم میں آ گیا ابھی ہم لوگ ویٹنگ روم میں آ کر بیٹھے ہی تھے کہ غنڈوں کے ہجوم نے ویٹنگ روم کو گھیر لیا۔ ہم لوگوں نے فوراً ویٹنگ روم کے دروازے اور کھڑکیاں بند کر دیں کہ مبادا دشمن

پتھراؤ، رائیٹنگ چلائیں۔

تھوڑی دیر کے بعد پلیٹ فارم پر داروغہ صاحب تشریف لائے اور مجھے بلوا کر بہت ہی افسردہ لہجہ میں فرمایا کہ اس وقت صورت حال ایسی خطرناک ہے کہ میں مولانا کو ویٹنگ روم سے باہر لانے کی اجازت نہیں دوں گا۔ مجھ میں نہ اتنی ہمت ہے اور نہ ہی میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ مولانا کو آپ کے گھر تک پہنچا سکوں گا۔ اگر آپ اپنی ذمہ داری پر مولانا کو اپنے گھر لے جا سکیں تو لے جائیے میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ میں داروغہ صاحب سے ناامید ہو گیا

اب "یونیورسٹی" کے بڑے صاحب کو فون کیا۔ وہ آ گئے تو میں نے ان سے تمام واقعات صحیح طور پر شروع سے آخر تک بیان کر دئے۔ انہوں نے ہماری مدد کا وعدہ کیا اور کہا کہ میں ضرور مولانا کو تمہارے گھر تک پہنچا دوں گا۔ ابھی ہم نے گفتگو ختم بھی نہیں کی تھی کہ پلیٹ فارم کے مغربی جانب سے آدمیوں کا ہجوم لاٹھیاں لئے اسلام زندہ باد کے نعرے لگاتا ہوا آیا بڑے صاحب ہجوم میں گھس گئے اور میں کھڑا ہو کر غنڈوں کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ دوسری جانب سے آواز آئی کہ اس ہندو کتے کو کاٹ لو۔ داڑھی نوچ ڈالو۔ اور ناک میں رسی ڈال کر زمین پر گھسیٹو۔

بڑے صاحب کو غنڈوں کی اس بدتمیزی پر غصہ آ گیا اور آدھ گھنٹہ سے زائد ہجوم کے سامنے تقریر کی۔ اور کہا کہ میں دلی اور لکھنؤ میں کئی برس رہا ہوں۔ میں مولانا کی شخصیت کو خوب جانتا ہوں۔ یہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کے پیشوا ہیں تم ان کو تکلیف نہ پہنچاؤ مولوی صاحب کے گھر دعوت میں جانے دو۔ تم لوگ پاکستان کی پکار لگاتے ہو تو کیا تمہیں پاکستان آپس میں کشت و خون کر کے حاصل ہو جائے گا؟ پاکستان حاصل کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ تم تشدد پر اتر آؤ۔ تمہیں چاہئے کہ تم اپنے اخلاق سے مخالف پارٹی کو جیتو۔ ان کے سامنے پاکستان کے فوائد بیان کرو اگر تمہارا طریقہ تشدد کا ہی رہا تو ایک نہ ایک دن تمہارے سب بھائی تمہاری جماعت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اور تم پاکستان حاصل کرنے میں ناکامیاب ہو جاؤ گے لیکن

باوجود ایسی مؤثر تقریر کے غنڈوں کے دل نرم نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ اسلام کا دشمن ہے ہم اس کو اسٹیشن سے باہر قدم نکالنے نہ دیں گے۔

بڑے صاحب نے دیکھا کہ ان باتوں کا غنڈوں پر کوئی اثر نہیں ہے تو انہوں نے کہا کہ تم لوگ نشہ شراب پی کر مستیاں کرتے ہوئے تم نے اپنا اور شیطنت سے بھر رکھا ہے تم چاہتے ہو کہ ایک شریف آدمی کو جان سے مار ڈالو۔ اس کے بعد بڑے صاحب ہمارے پاس آئے اور کہا کہ یہ غنڈوں کی جماعت ہے میں بھی داروغہ صاحب کی طرح مولانا کو غنڈوں کے ایسے بڑے مجمع سے نکال کر آپ کے گھر تک لے جانے کی ہمت نہیں رکھتا۔ اور یہ کہہ کر الٹے پاؤں لوٹ گئے۔

میں مایوس ویٹنگ روم میں مولانا کے پاس آیا اور سارا قصہ بیان کر ڈالا۔ مولانا نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ آج جو سانحہ میرے ساتھ پیش آیا ہے اس قسم کا واقعہ ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ برابر ہوتا چلا آرہا ہے اور ہوتا چلا جائے گا۔ اب وہ دن بھی دور نہیں ہے کہ جب تم کو بھی زیادہ خطرناک اس قسم کا حادثہ ہندوستان کے دیگر مسلمانوں کے ساتھ پیش آنے والا ہے۔ اس چیز کو تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ اس وقت ایک شخص نے آکر مولانا کے ہاتھ میں ایک لفافہ دیا جو کٹھیار سے آیا تھا اسکو ملاحظہ کرنے کے بعد مولانا نے کہا کہ یہ خط کٹھیار سے آیا ہے۔ اس وقت تم لوگ مجھے کٹھیار اس میل سے جانے دو انشاء اللہ میں پھر تم لوگوں سے جلد ہی ملاقات کروں گا۔ اس کے بعد فوراً ہی میل آگیا اور ہم لوگوں نے ہجوم کو چیر کر حضرت مولانا کو گاڑی میں بٹھا دیا غنڈوں سے جب کچھ نہ ہوسکا تو گالیوں پر اتر آئے اور اپنی جوتیاں دکھا کر مولانا کو یہ کہتے رہے کہ اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو آئندہ پھر اس شہر میں قدم نہ رکھنا۔ او بے شرم۔ غنڈے مولانا دفع ہو دور ہو یہاں سے۔

انھیں گالیوں میں مولانا کی گاڑی روانہ ہو گئی اور مولانا رات کو ۹ بجے سے لے کر ۱½ بجے تک جارحانہ حملوں کا نہایت ہی سکوت اور تحمل سے مقابلہ کر کے رخصت ہو گئے۔ میرے دونوں لڑکے اور کئی آدمی مولانا کے ساتھ پاربتی پور تک گئے۔ اس حال میں بھی غنڈوں نے مولانا کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ پاربتی پور کے اسٹیشن پر ان لوگوں نے میرے لڑکوں سے کہا کہ اگر مولانا نے پاربتی پور

میں بھی دیر لگائی تو ہمارے ساتھی جو دو تین ہزار کی تعداد میں یہاں موجود ہیں پہنچ جائیں گے اور پھر مولانا کو ان سے نجات حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ غنڈوں کی اس دھمکی سے میرے لڑکوں پر کیا اثر ہوتا۔ لیکن مولانا کو یہاں ٹھہرنا ہی نہ تھا لہٰذا وہ کٹھیار پہنچ گئے۔

اِس سازش میں سید پور کے ورکشاپ کے اپ کنٹری کے لوگ اور شہری لوگ شریک تھے ان لوگوں کی تعداد کم و بیش تین ہزار تھی۔

میں مولانا کو رخصت کرکے پچھلی رات کو اپنے گھر پہنچا صبح ہوتے ہوتے سید پور کے شہر اور دیہات میں اس سانحہ کی خبر پھیل گئی ہندو اور مسلمانوں کا ایک تانتا صبح سے شام تک میرے گھر پر بندھا رہا۔ مسلمانوں میں بعض مسلم لیگی بھائی بھی آجاتے تھے۔ جب انہیں پورے واقعات سے روشناس کرایا جاتا تھا تو وہ مسلم لیگ سے تائب ہو کر کہتے تھے کہ جب لیگ کی یہ کیفیت ہے تو ایسی جماعت سے خدا ہمیں پناہ دے ہم لوگ دیہاتی کاشتکار ہیں ہم لوگ لیگ اور کانگریس کے اصلی مسلک اور حقیقت سے واقف نہیں ہیں لیکن جب ہم موجودہ حالات کی روشنی میں دیکھ رہے ہیں کہ لیگ والے ایسے علماء اور رہنمایانِ دین کو جن کے سینے اللہ کے کلام کا مخزن ہیں انہیں مٹا دینا چاہتے ہیں تو ایسی صورت میں ہر صادق مسلمان کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ مذہبی اور دینی علماء کی نگہبانی کرے جو ہمیں منزل کی سیدھی راہ بتاتے ہیں۔ اِس ہنگامہ میں جو آدمی زخمی ہوئے وہ اب تک بستر پر پڑے ہوئے ہیں۔

میں جو برابر حضرت مولانا کے ساتھ جارحانہ حملے کے دوران میں موجود رہا۔ پُرزور طور پر مولانا کے معتقدین و مریدین اور تمام اسلامی درسگاہوں کے طلباء اور اساتذہ اور دردمندانِ قوم سے اپیل کرتا ہوں کہ حضرت مولانا اور ان کے جیسے حاملانِ دینِ محمدی کے قتل کرنیوالوں کی کوششوں سے محفوظ رکھنے اور دینِ محمدی کو قائم رکھنے کے لئے اپنی جان تک کی بازی لگا دینے میں دریغ نہ کریں۔

اِس وحشتناک سانحہ پر مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی اڈیٹر روزنامہ "ہند" کلکتہ مورخہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کا تبصرہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے

اللہ کی لاٹھی، جس میں آواز نہیں

مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی جیسے عالم دین اور ضعیف العمر بزرگ پر کئی ہزار مسلم لیگیوں کا سید پور (بنگال) میں ٹوٹ پڑنا اور قتل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا ایسا واقعہ ہے جسے کوئی شریف آدمی بھی پسند نہیں کرسکتا، بلکہ قدرتی طور پر ہر شائستہ آدمی ایسے واقعہ پر نفرین کرے گا اور ایسے لوگوں کو جانوروں سے بھی بدتر سمجھے گا۔

مولانا کے علم و تقویٰ کا خیال نہیں کیا گیا تھا، نہ سہی۔ کم سے کم یہی خیال کرتا کہ وہ بوڑھے ہیں، کمزور ہیں۔ نہتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سید پور میں مہمان ہو کر آئے ہیں۔ کون شریف آدمی کسی بوڑھے کمزور۔ نہتے اور مہمان پر ہاتھ اٹھا سکتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ سید پور میں کوئی جلسہ بھی نہ تھا۔ مولانا اپنے ایک مرید کے پُرسے کو قریب کے ایک گاؤں گئے تھے اور مولانا ریاض الدین احمد صاحب بانی دارالعلوم کے اصرار سے ان کے گھر دعوت کھانے کے لئے سید پور تشریف لائے تھے۔ اس سب کے ہوتے ہوئے بھی مسلم لیگی لوگ، دیوانے بن کر مولانا پر ٹوٹ پڑے۔

سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس شرمناک اور ذلیل ترین حملہ پر سب نے تھڑی تھڑی کی لیکن نہ کسی مسلم لیگی لیڈر نے مذمت کا ایک لفظ کہا نہ کسی مسلم لیگی اخبار نے مذمت میں ایک لفظ لکھا۔ بلکہ لیگی اخباروں نے الٹا یہ کہا کہ سید پور کے غنڈوں کی خوب پیٹھ ٹھونکی اور ان کے کمینہ حملہ کو جلی سرخیوں سے سراہا۔

لیکن سچی بات یہ ہے کہ مسلم لیگ والوں کی اس ذہنیت پر تعجب کرنا ہی نہیں چاہئے مسلم لیگ کے سکرٹری اور مسٹر جناح کے ہمزاد نواب زادہ لیاقت علی خاں، لیگیوں کے نام اپنے سرکلر میں کہہ چکے ہیں کہ الیکشن جیتنے کے لئے جائز اور ناجائز سب ہی کچھ کرو۔ اس اعلیٰ اخلاقی تعلیم کی موجودگی میں مسلم لیگ والے جو بھی کریں کم ہے۔

لیکن مولانا مدنی صاحب کے اس حادثہ میں عبرت حاصل کرنیوالوں کے لئے کئی عبرتیں

بھی موجود ہیں۔ مولانا پر چڑھائی کرنے والوں کی تعداد تین ہزار کے قریب تھی جن میں بہت سے نشہ سے عقل کھو چکے تھے۔ ان سب کی دلی غرض یہی ایک تھی کہ مولانا کو مار ڈالا جائے۔ مولانا کی حفاظت کرنے والے صرف نو دس آدمی تھے۔ جو مولانا کو اپنے بیچ میں لئے ہوئے تھے۔ کہاں تین ہزار آدمی جن پر خون سوار تھا اور کہاں دس آدمی جو بالکل نہتے تھے لیکن اللہ کی طاقت ان ہی دس آدمیوں کے ساتھ تھی۔ بدر جیسا واقعہ دنیا نے سید پور میں بھی دیکھ لیا۔ قریش کا لشکر جرار جس طرح بدر میں مٹھی بھر اللہ کے سچے بندوں سے ہار گیا تھا اسی طرح مسلم لیگ کا لشکر جرار سید پور میں اللہ کے صرف دس سچے بندوں سے ہار گیا۔ اللہ کے ان دس سچے بندوں نے تین ہزار لیگیوں کی یلغار روک دی۔ ان کے ریلے کا کامیاب مقابلہ کیا۔ یہ لوگ نہ مولانا کو گرا سکے، نہ اپنی چھریوں، لاٹھیوں، ہنٹروں سے مولانا کے نحیف و زار جسم پر کوئی ضرب ہی لگا سکے۔

یہ ایک سبق ہے اہل حق کے لئے بھی اور اہل باطل کے لئے بھی۔ مگر اہل باطل کے دلوں پر تو اللہ تعالیٰ مہر لگا چکا ہے۔ وہ کسی سبق سے بھی کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

مولانا مدنی کے اس سانحہ میں دوسری عبرت یہ ہے کہ خدا نے ان کی حمایت میں ایک انگریز کو کھڑا کر دیا۔ اسی انگریز کو جس کی قوم کا راج مولانا ہندوستان سے ختم کر دینے کے لئے جہاد کر رہے ہیں۔ اس انگریز نے لیگی مسلمانوں کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ جس شخص کو تم قتل کر ڈالنے پر تلے ہوئے ہو، تمہارا بہت بڑا پیشوا ہے اور تمہاری قوم میں بڑی ہی قدر و منزلت کا مالک ہے۔ تم کہتے ہو، ہم پاکستان بنائیں گے مگر کیا تم ایسی ہی ذلیل حرکتوں سے اور ایسے ہی وحشیانہ اقدامات قتل سے پاکستان بنا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ تم اپنے اس جنون کے ساتھ پاکستان کبھی بھی بنا نہیں سکتے!

دیکھئے خود ایک دشمن کو خدا نے کس طرح حق کی حمایت کے لئے کھڑا کر دیا۔

ابھی عبرتیں ختم نہیں ہوئیں۔ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی۔ لیکن خدا کی لاٹھی مارتی ہے اور چپ چپاتے کام تمام کر ڈالتی ہے۔ حضرت مولانا مدنی جب تین ہزار غنڈوں میں

گھرے ہوئے تھے اور ان کی جان بچ جانے کی بظاہر کوئی امید نہ تھی، تو کسی کے خبر دینے سے
سید پور کا انسپکٹر پولیس واقعہ پر پہنچا۔ یہ شخص مسلمان ہے اور نہ جانے مسلم لیگی وزارت اور مسلم لیگی
پاکستان میں اپنی ترقیوں کے کیا کیا خواب دیکھ رہا ہوگا۔ اس نے ربانی جمع خرچ تو بہت کیا۔ مگر
اپنا فرض انجام نہیں دیا۔ بدمعاشوں کو روکنے کی کوئی کوشش بھی نہیں کی کیا عجب ہے حضرت
مولانا کے قتل ہو جانے کو بھی پاکستان میں اپنی ترقیوں کی ایک سفارش سمجھتا ہو۔ اس پولیس
افسر نے اپنے خیال میں بڑی ہی عقل مندی سے کام لیا۔ مولانا مدنی کو بچانے کی کوئی تدبیر بھی نہ
کی لیکن اس پولیس افسر پر تقدیر ہنس رہی تھی۔ مولانا پر حملہ رات کو ہوا تھا پولیس افسر اپنی
ہوشیاری پر اکڑتا ہوا گھر لوٹا اور رات بھر اپنی ترقیوں کے خواب دیکھتا رہا۔ مگر صبح کو اس پولیس
افسر کا لڑکا مر گیا۔ اور اس افسر کی تمام خیالی خوشیاں خاک میں مل گئیں۔

تو کیا بات یہیں پر ختم ہوگئی؟ جی نہیں! ۔ ابھی اللہ بزرگ و برتر کی لاٹھی ٹھہری نہیں
تھی۔ اللہ کی یہ لاٹھی اس گستاخ کو بھی سزا دینے پر تلی ہوئی تھی جس نے اللہ کے رسول ﷺ کے
نائب مولانا مدنی کے سر سے ٹوپی اُچک لی تھی۔ جس نے اس عالم دین کی ٹوپی کو اپنے
جوتوں سے روندا تھا۔ اور پھر جس نے اس پاک ٹوپی کو جو نہ جانے بارگاہِ ایزدی میں کتنے
سجدے دیکھ چکی تھی، آگ سے جلا دیا تھا۔

نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سر سے یہ ٹوپی اُچک لینے والا بدبخت آدمی
گبرو جوان تھا مضبوط اور طاقتور تھا۔ سمجھتا تھا میرا سامنا کون کر سکتا ہے مگر تقدیر ہنس
رہی تھی، اور اللہ کی لاٹھی جو کبھی بولتی نہیں، ہل رہی تھی۔

جس رات اس بدبخت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب کی ٹوپی اُن کے
مبارک سر سے اتار لی۔ اس کی صبح کو اس شخص کے گھر برات تھی، بڑی چہل پہل تھی، اور
طاقتور جوان نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی گستاخیوں اور اپنی بدنی قوتوں کے
گھمنڈ میں ایک عجیب حال میں تھا۔ سمجھتا تھا بس میں ہی تو اس دنیا میں ہوں اور بس میں ہی تو

اِس دنیا میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔ مگر یہ شخص خدا کی لاٹھی کو بھولے ہوئے تھا۔ یہ بدخصلت نوجوان براتیوں میں سے اپنے ہم عمروں کو لے کر تالاب پر گیا۔ یہ واقعہ حضرت مدنی کے سانحے والی رات کی صبح کا ہے۔ یہ سب ہنسی خوشی نہانے لگے۔ پھر بدنصیب نوجوان نے غوطہ لگایا۔ اب لوگوں نے دیکھا کہ اس کے دونوں پاؤں تو اوپر ہیں، مگر وہ خود پانی کے اندر ہے۔ پہلے خیال کیا گیا۔ چہل کھیل رہا ہے۔ مگر جب بہت دیر ہوگئی تو لوگ پریشان ہوئے کہ آخر معاملہ کیا ہے؟

معاملہ جلد ہی معلوم ہو گیا۔ اللہ کے اس دشمن نے جب غوطہ لگایا تو سینے تک تالاب کی مٹی میں دھنس گیا اور کسی طرح بھی نکل نہ سکا۔ تالاب کی مٹی نے اس شخص کو اس طرح جکڑ لیا تھا کہ براتی بھی نکال نہ سکے۔ اور کابلیوں نے آکر اسے نکالا۔ مگر وہ مر چکا تھا۔

دیکھی آپ نے خدا کی لاٹھی کی مار، جو کبھی بولتی نہیں، مگر اپنا کام کر جایا کرتی ہے۔ مجھے تو مسلم لیگی لوگ لا مذہب اور ملحد کہتے ہی چلے آتے ہیں اور ظاہر ہے ایک "لا مذہب" اور "ملحد" ایسے واقعات کو مولانا مدنی صاحب کی کرامت قرار دے نہیں سکتا لیکن خود میں بھی "لا مذہب" اور "ملحد" ہونے کے باوجود خود مسلم لیگیوں سے پوچھتا ہوں کہ مولانا مدنی کے واقعہ میں یہ جو کچھ ہوا ہے اس کا سبب کیا ہے؟

میں یقین سے عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے حسین احمد کا بدلہ خود اپنے ہاتھ سے لیا ہے اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ مولانا حسین احمد پر جو کچھ سید پور میں گزرا ہے وہ پورے بنگال میں مسلم لیگ کا بھی قلع قمع کر کے رکھ دے گا۔

مرکزی مسلم پارلیمنٹری بورڈ کیلئے سرمایہ

۱۰۰۰۰۰۰ دس لاکھ روپیہ فراہم کرنے کی اپیل

تمام مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسلم لیگ نوابوں، راجاؤں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں سروں اور خان بہادروں کی جماعت کا نام ہے جو آنیوالے الیکشن میں پاکستان کا بے معنی نعرہ لگاکر مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتی ہے اور اپنی بےشمار دولت اور سرکاری اثرات کے بل بوتے پر الیکشن میں کامیابی حاصل کرکے ہندوستان اور دنیائے اسلام کی طویل مدت تک انگریزی تسلط اور اقتدار کے ماتحت رکھنے کا منصوبہ پورا کرنیکا خواب دیکھ رہی ہے۔

مسلم لیگ کی مسلمہ اسلام کشی، وطن دشمنی اور انگریز دوستی نے عامۃ المسلمین کی تمام ہمدرد جماعتوں کو جو آزاد ہندوستان میں آزاد اسلام دیکھنے کی آرزو مند ہیں مجبور کر دیا ہے کہ ہونیوالے الیکشن میں پوری طاقت کے ساتھ مسلم لیگ کا مقابلہ کریں اور اسے ناکامیاب بناکر مسلمانوں کے مذہبی حقوق اور ان کی سیاسی آزادی کو اسکی دستبرد سے بچالیں اور آزاد ہندوستان میں آزاد اسلام کی راہ کے اس سب سے بڑے پتھر کو چکنا چور کر دیں۔

ظاہر ہے کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے غریب مسلمانوں کے پارلیمنٹری بورڈ کو لیگ کے سرمایہ دار نوابوں اور راجاؤں کی بےشمار دولت اور ہر قسم کے مادی وسائل و اثرات سے بھی مقابلہ کرنا پڑے گا۔ مسلم پارلیمنٹری بورڈ غریب ہے اس کے پاس روپیہ کی فراوانی نہیں ہے اس لئے ہم مسلمانوں سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس امتحان میں بھی کامیاب ہونے کی پورے جوش اور ولولے کے ساتھ ہر ممکن کوشش کریں۔ اور کم از کم

۱۰۰۰۰۰۰ دس لاکھ روپئے

براہ جلد فراہم کرکے اپنے مرکزی بورڈ کو اس قابل بنادیں کہ وہ الیکشن کی اس نازک اور اہم مہم کو کامیابی سے چلا سکے۔ مرکزی مسلم پارلیمنٹری بورڈ نے امداد کرنے والے مخلصین اور مخیر حضرات کی سہولت کے لئے مہر عنہ۔

۲، ۵، ۱۰، ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ روپے کے امدادی ٹکٹ جاری کئے ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ براہ راست "مرکزی مسلم پارلیمنٹری بورڈ دفتر جمعیۃ العلماء ہند گلی قاسم جان دہلی" کے پتہ پر اپنی اور اپنے احباب کی امدادی رقمیں ارسال کر دے یا بورڈ سے متعلقہ جماعتوں کی مقامی شاخوں سے حسب حوصلہ امدادی ٹکٹ حاصل کرے۔ متعلقہ شاخوں کے ذمہ دار حضرات کو چاہیے کہ وہ جلد از جلد اپنی ضرورت کے مطابق یہ ٹکٹ مرکزی دفتر سے طلب کرلیں اور سرگرمی کے ساتھ فراہمی سرمایہ کا کام شروع کر دیں۔

(سکریٹری سنٹرل مسلم پارلیمنٹری بورڈ)